١٣٠٧هـ

شرح الحقوق

لطرح العقوق

شيخ الإسلام إمام أهل السنة والجماعة العلامة المجدد

الإمام أحمد رضا خان الحنفي القادري البريلوي

١٢٧٢ - ١٣٤٠هـ

RIDAWI
رضا
PRESS

رسالہ نمبر	۱۵۳	فتاوی رضویہ کی جلد جس میں یہ رسالہ موجود ہے	۲٤

ضروري نوٹ

فتاوی رضویہ شریف کا دوسرا ایڈیشن علامہ مفتی عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگرد رشید علامہ حافظ عبد الستار سعیدی حفظہ اللہ تعالی کی سرپرستی میں رضا فاؤنڈیشن لاہور نے 30 ضخیم جلدوں میں شائع کیا تھا جس میں اعلیحضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ کے 206 رسائل بھی شامل کر دئے گئے تھے۔ اس مطبوعہ فتاوی کا مصورۃ یعنی ڈیجیٹل Digital نسخہ (PDF) بھی بعض حضرات کی کاوشوں سے انٹرنیٹ پر فراہم کر دیا گیا ہے۔ اسی PDF سے یہ رسالہ ماخوذ ہے اور رضوی پریس نے محض اخراج کا کام کیا ہے۔ اللہ تعالی ان تمام علماء کرام اور ان کے معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے جن کی انتھک کوششوں کا نتیجہ تھا کہ فتاوی رضویہ کا جدید ایڈیشن منظر عام پر آیا۔ دعاؤں کے حقدار وہ حضرات بھی ہیں جن کے مساعی جمیلہ کے سبب فتاوی مبارکہ کے (PDF) تک ہر خاص و عام کی رسائی ہوئی جزاھم اللہ احسن الجزاء

RIDAWI
رضا
PRESS

رسالہ

الحقوق لطرح العقوق

۱۳۱۱ھ

(نافرمانی کو ختم کرنے کے لیے حقوق کی تفصیل)

www.alahazratnetwork.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم ط

مسئلہ ۱۵۸ تا ۱۶۱ ۱۲ شعبان ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین ان مسائل میں:

مسئلۂ اُولٰی

پسر نے اپنے باپ کی نافرمانی اختیار کرکے کل جائداد پدر پر قبضہ کرلیا اور باپ کے پاس واسطے اوقات بسری کے کچھ نہ چھوڑا بلکہ درپئے تذلیل وتوہین پدر کے ہے اور اللہ جل شانہٗ نے واسطے اطاعت پدر کے کلام اپنے میں فرمایا ہے، صورتِ ہذا میں اس نے خلاف فرمودۂ خدا کیا وہ منکرِ حکمِ خدا ہوا یا نہیں؟ اور منکرِ کلامِ ربانی کے واسطے کیا حکمِ شرع شریف ہے؟ اور وُہ کہاں تک گنہگار ہے؟ بیّنوا توجروا (بیان فرماؤ، اجر پاؤ۔ ت)

الجواب

پسر مذکور فاسق فاجر مرتکب کبائر عاق ہے اور اسے سخت عذاب وغضبِ الٰہی کا استحقاق

باپ کی نافرمانی اللہ جبار و قہار کی نافرمانی ہے اور باپ کی ناراضی اللہ جبار و قہار کی ناراضی ہے، آدمی ماں باپ کو راضی کرے تو وہ اس کے جنت ہیں اور ناراض کرے تو وہی اس کے دوزخ ہیں۔ جب تک باپ کو راضی نہ کرے گا اس کا کوئی فرض کوئی نفل، کوئی عمل نیک اصلاً قبول نہ ہوگا۔ عذاب آخرت کے علاوہ دنیا میں ہی جیتے جی سخت بلا نازل ہوگی مرتے وقت معاذ اللہ کلمہ نصیب نہ ہونے کا خوف ہے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

طاعة الله طاعة الوالد ومعصية الله معصية الوالد۔ رواه الطبرانی[1] عن ابی هريرة رضی الله تعالٰی عنه۔

اللہ کی اطاعت ہے والد کی اطاعت، اور اللہ کی معصیت ہے والد کی معصیت (طبرانی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیا۔ ت)

دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

رضا الله فی رضا الوالد وسخط الله فی سخط الوالد۔ رواه الترمذی[2] وابن حبان فی صحيحه والحاكم عن عبد الله بن عمر رضی الله تعالٰی عنهما۔

اللہ کی رضا والد کی رضا میں ہے اور اللہ کی ناراضی والد کی ناراضی میں ہے (ترمذی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اسے روایت کیا۔ ت)

تیسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

هما جنتك ونارك۔ رواه ابن ماجة[3] عن ابی امامة رضی الله تعالٰی عنه۔

ماں باپ تیری جنت اور تیری دوزخ ہیں (ابن ماجہ نے ابی امامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیا۔ ت)

چوتھی حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الولد اوسط ابواب الجنة فان شئت فاضع ذلك الباب او احفظه۔ رواه

والد جنت کے سب دروازوں میں بیچ کا دروازہ ہے اب تو چاہے تو اس دروازے کو اپنے ہاتھ

---

[1] المعجم الاوسط حدیث ۲۲۷۶ مکتبۃ المعارف ریاض ۳/۱۳۴

[2] جامع الترمذی ابواب البر والصلۃ باب ماجاء من الفضل فی رضا الوالدین امین کمپنی دہلی ۲/۱۲

[3] سنن ابن ماجہ ابواب الادب باب بر الوالدین ایچ ایم سعید کمپنی دہلی ص ۲۶۹

الترمذی[1] فی صحیحه و ابن ماجة وابن حبان عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

سے کھودے خواہ نگاہ رکھ (ترمذی نے اپنی صحیح میں اور ابن ماجہ اور ابن حبان نے ابوالدرداء سے اسے روایت کیا۔ ت)

پانچویں حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ثلثة لایدخلون الجنة العاق لوالدیه والدیوث والرجلة من النساء[2]۔ رواہ النسائی والبزار باسناد جید والحاکم عن ابی عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

تین اشخاص جنت میں نہ جائیں گے: ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا اور دیوث اور وہ عورت کہ مردانی وضع بنائے۔ (نسائی اور بزار نے اسناد جید کے ساتھ اور حاکم نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اسے روایت کیا۔ ت)

چھٹی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ثلثة لایقبل اللہ عزوجل منهم صرفا و لاعدلا عاق و منان ومکذب بقدر۔ رواہ ابن ابی عاصم فی السنة[3] بسند حسن عن ابی امامة رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

تین شخصوں کا کوئی فرض ونفل اللہ تعالٰی قبول نہیں فرماتا: عاق اور صدقہ دے کر احسان جتانے والا اور ہر نیکی و بدی کو تقدیر الٰہی سے نہ ماننے والا (ابن ابی عاصم نے السنۃ میں سند حسن کے ساتھ ابوامامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

ساتویں حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

کل الذنوب یؤخر اللہ منها ماشاء الی یوم القیٰمة الا عقوق الوالدین فان اللہ یعجله لصاحبه فی الحیاة قبل الممات

سب گناہوں کی سزا اللہ تعالٰی چاہے تو قیامت کے لئے اٹھا رکھتا ہے مگر ماں باپ کی نافرمانی کہ اس کی سزا جیتے جی پہنچاتا ہے۔

---

[1] جامع الترمذی ابواب البر والصلة باب ماجاء من الفضل فی رضا الوالدین امین کمپنی دہلی ۲/ ۱۲

[2] سنن النسائی کتاب الزکوٰۃ باب المنان بما اعطی نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/ ۳۵۷

المستدرک للحاکم کتاب الایمان ثلاثة لایدخلون الجنة دار الفکر بیروت ۱/ ۷۲

[3] العلل المتناہیة باب ذکر القدر والقدریة حدیث ۲۳۹ دار نشر الکتب الاسلامیہ ۱/ ۱۵۱

مجمع الزوائد باب ماجاء فیمن یکذب بالقدر دار الکتاب العربی بیروت ۷/ ۲۰۶

www.alahazratnetwork.org

رواہ الحاکم[1] والاصبہانی والطبرانی عن ابی بکر رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ (حاکم اور اصبہانی اور طبرانی نے ابی بکر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیا۔ ت)

25/25

آٹھویں حدیث میں ہے: ایک جوان نزع میں تھا اسے کلمہ تلقین کرتے تھے نہ کہا جاتا تھا یہاں تک کہ حضور اقدس سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تشریف لے گئے اور فرمایا: کہہ لا الٰہ الا اللہ، عرض کی نہیں کہا جاتا۔ معلوم ہوا کہ ماں ناراض ہے، اسے راضی کیا تو کلمہ زبان سے نکلا۔ رواہ الامام احمد[2] والطبرانی عن عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالٰی عنہ (امام احمد اور طبرانی نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیا۔ ت)

مگر ان امور سے وہ عاصی اور اس کا فعل مخالفِ حکمِ خدا ہوا، اس کا منکرِ خدا ہونا لازم نہیں آتا جب تک یہ نہ کہے کہ باپ کی اطاعت شرعاً ضروری نہیں یا معاذ اللہ باپ کی توہین وتذلیل جائز ہے جو مطلقاً بلا تاویل ایسا اعتقاد رکھتا ہو وہ بے شک منکرِ الٰہی ہوگا اور اس پر صریح الزام کفر، والعیاذ باللہ تعالٰی، واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ ثانیہ

www.alahazratnetwork.org

سوتی مادر پر تہمت بدطرح طرح کی لگائے اس کے واسطے کیا حکم ہے؟ اور سوتیلی مادر کا حق پسرِ علاتی پر ہے یا نہیں؟

الجواب

حقوق تو مسلمان پر ہر مسلمان رکھتا ہے اور کسی مسلمان کو تہمت لگانی حرام قطعی ہے خصوصاً معاذ اللہ اگر تہمتِ زنا ہو، جس پر قرآن عظیم نے فرمایا:

یعظکم اللہ ان تعودوا لمثلہ ابدا ان کنتم مؤمنین[3]۔ اللہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ اب ایسا نہ کرنا اگر ایمان رکھتے ہو۔

---

[1] المستدرک للحاکم کتاب البر والصلۃ باب کل الذنوب یؤخر اللہ ماشاء منہا دار الفکر بیروت ۴/ ۱۵۶
کنز العمال حدیث ۴۵۵۴۵ بیروت و الدر المنثور تحت آیات ۱۷/ ۲۳، ۲۴ و ۴/ ۱۷۴

[2] شعب الایمان ف حدیث ۷۸۹۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۶/ ۱۹۸

ف: تلاش کے باوجود احمد وطبرانی سے ان الفاظ کے ساتھ حدیث نہیں مل سکی شعب الایمان میں انہی الفاظ سے ملاحظہ ہو۔

[3] القرآن الکریم ۲۴/ ۱۷

تہمتِ زنا لگانے والے کو اسی کوڑے لگتے ہیں اور ہمیشہ کو اس کی گواہی مردود ہوتی ہے اللہ تعالٰی نے اس کا نام فاسق رکھا، یہ سب احکام ہر مسلمان کے معاملے میں ہیں اگرچہ اس سے کوئی رشتہ علاقہ اصلاً نہ ہو، اور سوتیلی ماں تو ایک عظیم و خاص علاقہ اس کے باپ سے رکھتی ہے جس کے باعث اس کی تعظیم و حرمت اس پر بلاشبہہ لازم، اسی حرمت کے باعث رب العزت جل وعلا نے اسے حقیقی ماں کی مثل حرام ابدی کیا۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان ابرالبر صلۃ الرجل اھل ود ابیہ۔ رواہ مسلم[1] عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

بیشک سب نکوکاریوں سے بڑھ کر نکوکاری یہ ہے کہ فرزند اپنے باپ کے دوستوں سے اچھا سلوک کرے (مسلم نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اسے روایت کیا۔ ت)

دوسری حدیث میں ہے، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ماں باپ کے ساتھ نکوکاری کے طریقوں میں یہ بھی شمار فرمایا:

واکرم صدیقھما۔ ابوداؤد[2] وابن ماجۃ و ابن حبان فی صحاحھم عن مالک بن ربیعۃ الساعدی رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

ان کے دوست کی عزت کرنا۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحاح میں مالک بن ربیعۃ الساعدی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیا۔ ت)

www.alahazratnetwork.org

باپ کے دوستوں کی نسبت یہ احکام تو اسکی منکوحہ اس کی ناموس کی تعظیم و تکریم کیوں نہ احق و آکد ہوگی خصوصاً جبکہ اس کی ناراضی میں باپ کی ناراضی ہو کہ باپ کی ناراضی اللہ تعالٰی کی ناراضی ہے واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ثالثہ

اولاد پر حقِ پدر زیادہ ہے یا حقِ مادر؟ بینوا توجروا (بیان فرماؤ، اجر پاؤ۔ ت)

الجواب

اولاد پر ماں باپ کا حق نہایت عظیم ہے اور ماں کا حق اس سے اعظم، قال اللہ تعالٰی:

---

[1] صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب فضل صلۃ اصدقاء الاب والام قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۱۴

[2] سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی بر الوالدین آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۴۴

سنن ابن ماجہ ابواب الادب باب صل من کان ابوک یصل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۶۹

ووصینا الانسان بوالدیہ احسانا حملتہ امہ کرھا ووضعتہ کرھا وحملہ وفصالہ ثلثون شھرا[1]

اور ہم نے تاکید کی آدمی کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کی، اسے پیٹ میں رکھے رہی اس کی ماں تکلیف سے، اور اسے جنا تکلیف سے، اور اس کا پیٹ میں رہنا اور دودھ چھٹنا تیس مہینے میں ہے۔

اس آیہ کریمہ میں ربّ العزت نے ماں باپ دونوں کے حق میں تاکید فرماکر ماں کو پھر خاص الگ کرکے گنا اور اس کی ان سختیوں اور تکلیفوں کو جو اسے حمل وولادت اور دو برس تک اپنے خون کا عطر پلانے میں پیش آئیں جن کے باعث اس کا حق بہت اشد واعظم ہوگیا شمار فرمایا اسی طرح دوسری آیت میں ارشاد فرمایا:

ووصینا الانسان بوالدیہ حملتہ امہ وھنا علی وھن وفصالہ فی عامین ان اشکرلی ولوالدیک[2]

تاکید کی ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے حق میں کہ پیٹ میں رکھا اسے اس کی ماں نے سختی پر سختی اٹھاکر، اور اس کا دودھ چھٹنا دو برس میں ہے، یہ کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا۔

www.alahazratnetwork.org

یہاں ماں باپ کے حق کی کوئی نہایت نہ رکھی کہ انھیں اپنے حق جلیل کے ساتھ شمار کیا، فرماتا ہے، شکر بجالا میرا اور اپنے ماں باپ کا، اللہ اکبر اللہ اکبر وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم، یہ دونوں آیتیں اور اسی طرح بہت حدیثیں دلیل ہیں کہ ماں کا حق باپ کے حق سے زائد ہے، ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں:

سألت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ای الناس اعظم حقا علی المرأۃ قال زوجھا قلت فای الناس اعظم حقا علی الرجل قال امہ۔ رواہ البزار بسند حسن والحاکم[3]

یعنی میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی عورت پر سب سے بڑا حق کس کا ہے، فرمایا شوہر کا، میں نے عرض کی اور مرد پر سب سے بڑا حق کس کا ہے، فرمایا اس کی ماں کا۔ (بزار نے بسند حسن اور حاکم نے اسے روایت کیا۔ ت)

---

[1] القرآن الکریم ۴۶/ ۱۵ [2] القرآن الکریم ۳۱/ ۱۴

[3] المستدرک للحاکم کتاب البر والصلۃ اعظم الناس حقا علی الرجل امہ دار الفکر بیروت ۴/ ۱۷۵

ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

جاء رجل الی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی وسلم فقال یارسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من احق الناس بحسن صحابتی قال امك قال ثم من قال امك قال ثم من قال امك قال ثم من قال ابوك۔ رواہ الشیخان[1] فی صحیحھما۔

ایک شخص نے خدمتِ اقدس حضور پرنور صلوات اللہ وسلامہ علیہ میں حاضر ہوکر عرض کی یارسول اللہ سب سے زیادہ کون اس کا مستحق ہے کہ میں اس کے ساتھ نیک رفاقت کروں، فرمایا تیری ماں، عرض کی پھر، فرمایا تیری ماں، عرض کی پھر، فرمایا تیری ماں، عرض کی پھر، فرمایا تیرا باپ۔ (امام بخاری اور مسلم نے اپنی اپنی صحیح میں اسے روایت کیا۔ ت)

تیسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اوصی الرجل بامہ اوصی الرجل بامہ اوصی الرجل بامہ اوصی الرجل بابیہ۔ رواہ الامام احمد وابن ماجۃ والحاکم والبیھقی فی السنن[2] عن ابی سلامۃ۔

میں ایک آدمی کو وصیت کرتا ہوں اس کی ماں کے حق میں، وصیت کرتا ہوں اس کی ماں کے حق میں، وصیت کرتا ہوں اس کی ماں کے حق میں، وصیت کرتا ہوں اس کے باپ کے حق میں۔ (امام احمد اور ابن ماجہ اور حاکم اور بیہقی نے سنن میں ابی سلامہ سے اسے روایت کیا۔ ت)

www.alahazratnetwork.org

مگر اس زیادت کے یہ معنے ہیں کہ خدمت میں، دینے میں باپ پر ماں کو ترجیح دے مثلاً سَو روپے ہیں اور کوئی خاص وجہ مانع تفضیل مادر نہیں تو باپ کو پچیس ۲۵ دے ماں کو پچھتر ۷۵، یا ماں باپ دونوں نے ایک ساتھ پانی مانگا تو پہلے ماں کو پلائے پھر باپ کو، یا دونوں سفر سے آئے ہیں پہلے

---

[1] صحیح البخاری کتاب الادب باب من احق الناس بحسن الصحبۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۸۳
صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب بر الوالدین " " " ۲/ ۳۱۲
[2] مسند احمد بن حنبل حدیث خداش ابی سلامہ المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۳۱۱
سنن ابن ماجہ ابواب الادب ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۶۸
المستدرک للحاکم کتاب البر والصلۃ باب بر امک دار الفکر بیروت ۴/ ۱۵۰
السنن الکبرٰی کتاب الزکوٰۃ باب الاختیار فی صدقۃ التطوع دار صادر بیروت ۴/ ۱۷۹

[illegible] دیائے پھر باپ کے، وعلیٰ ہذا القیاس، نہ یہ کہ اگر والدین میں باہم تنازع ہو تو ماں کا [illegible] معاذ اللہ باپ کے درپے ایذا ہو یا اس پر کسی طرح درشتی کرے یا اُسے جواب دے یا بے ادبانہ آنکھ ملا کر بات کرے، یہ سب باتیں حرام اور اللہ عزوجل کی معصیت ہیں، نہ ماں کی اطاعت ہے نہ باپ کی، تو اسے ماں باپ میں سے کسی کا ایسا ساتھ دینا ہرگز جائز نہیں، وہ دونوں اس کی جنت و نار ہیں، جسے ایذا دے گا دوزخ کا مستحق ہوگا والعیاذ باللہ، معصیتِ خالق میں کسی کی اطاعت نہیں، اگر مثلاً ماں چاہتی ہے کہ یہ باپ کو کسی طرح کا آزار پہنچائے اور یہ نہیں مانتا تو وہ ناراض ہوتی ہے، ہونے دے اور ہرگز نہ مانے، ایسے ہی باپ کی طرف سے ماں کے معاملہ میں، انکی ایسی ناراضیاں کچھ قابلِ لحاظ نہ ہوں گی کہ یہ ان کی نری زیادتی ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی چاہتے ہیں بلکہ ہمارے علمائے کرام نے یوں تقسیم فرمائی ہے کہ خدمت میں ماں کو ترجیح ہے جس کی مثالیں ہم لکھ آئے ہیں، اور تعظیم باپ کی زائد ہے کہ وہ اس کی ماں کا بھی حاکم و آقا ہے۔ عالمگیری میں ہے:

اذا تعذر علیہ جمع مراعاۃ حق الوالدین بان یتأذی احدھما بمراعاۃ الاٰخر یرجح حق الاب فیما یرجع الی التعظیم والاحترام وحق الام فیما یرجع الی الخدمۃ والانعام وعن علماء الائمۃ الحمامی قال مشائخنا رحمھم اللہ تعالیٰ الاب یقدم علی الام فی الاحترام والام فی الخدمۃ حتی لو دخلا علیہ فی البیت یقوم للاب ولو سألا منہ ماء ولم یاخذ من یدہ احدھما فیبدأ بالام کذا فی القنیۃ[1]، واللہ سبحٰنہ

جب آدمی کے لئے والدین میں سے ہر ایک کے حق کی رعایت مشکل ہوجائے مثلاً ایک کی رعایت سے دوسرے کو تکلیف پہنچتی ہے تو تعظیم و احترام میں والد کے حق کی رعایت کرے اور خدمت میں والدہ کے حق کی۔ علامہ حمامی نے فرمایا ہمارے امام فرماتے ہیں کہ احترام میں باپ مقدم ہے اور خدمت میں والدہ مقدم ہوگی حتی کہ اگر گھر میں دونوں اس کے پاس آئے ہیں تو باپ کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو، اور اگر دونوں نے اس سے پانی مانگا اور کسی نے اس کے ہاتھ سے پانی نہیں پکڑا تو پہلے والدہ کو پیش کرے، اسی طرح قنیہ میں ہے۔ واللہ سبحٰنہ

---

[1] فتاوٰی ہندیہ ہندیۃ کتاب الکراہیۃ الباب السادس والعشرون نورانی کتبخانہ پشاور ۵/ ۳۶۵

وتعالی اعلم وعلمہ جل مجدہ احکم۔ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ احکم۔ (ت)

مسئلہ رابعہ

مابین زن وشوہر حق زیادہ کس کا ہے اور کہاں تک؟

الجواب

زن وشوہر میں ہر ایک کے دوسرے پر حقوقِ کثیرہ واجب ہیں ان میں جو بجا نہ لائے گا اپنے گناہ میں گرفتار ہوگا، اگر ایک ادائے حق نہ کرے تو دوسرا اسے دستاویز بنا کر اس کے حق کو ساقط نہیں کرسکتا مگر وہ حقوق کہ دوسرے کے کسی حق پر مبنی ہوں اگر یہ اس کا ایسا حق ترک کرے وہ دوسرا اس کے یہ حقوق کہ اس پر مبنی تھے ترک کرسکتا ہے جیسے عورت کا نان ونفقہ کہ شوہر کے یہاں پابند رہنے کا بدلہ ہے، اگر ناحق اس کے یہاں سے چلی جائے گی جب تک واپس نہ آئیگی کچھ نہ پائے گی، غرض واجب ہونے مطالبہ ہونے، بے وجہ شرعی ادا نہ کرنے سے گنہگار ہونے میں تو حقوق زن وشوہر برابر ہیں ہاں شوہر کے حقوق عورت پر بکثرت ہیں اور اس پر وجوب بھی اشد و آکد، ہم اس پر حدیث لکھ چکے کہ عورت پر سب سے بڑا حق شوہر کا ہے یعنی ماں باپ سے بھی زیادہ، اور مرد پر سب سے بڑا حق ماں کا ہے یعنی زوجہ کا حق اس سے بلکہ باپ سے بھی کم، ذٰلک بما فضل اللہ بعضھم علی بعض (یہ اللہ تعالیٰ کا بعض پر بعض کا فضل ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

www.alahazratnetwork.org

مسئلہ ۱۶۲: مسئولہ منشی شوکت علی صاحب فاروقی ۱۴ ربیع الآخر ۱۳۲۰ھ

ما قولکم رحمکم اللہ تعالیٰ اندریں مسئلہ (آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو، اس مسئلہ کے بارے میں آپ کا کیا ارشاد ہے۔ ت) کہ بعد فوت ہوجانے والدین کے اولاد پر کیا حق والدین کا رہتا ہے؟ بیّنوا بالکتاب توجروا بالثواب۔

الجواب

(۱) سب سے پہلا حق بعد موت ان کے جنازے کی تجہیز، غسل وکفن ونماز ودفن ہے اور ان کاموں میں سنن ومستحبات کی رعایت جس سے ان کے لئے ہر خوبی وبرکت ورحمت ووسعت کی امید ہو۔

(۲) ان کے لئے دُعا واستغفار ہمیشہ کرتے رہنا اس سے کبھی غفلت نہ کرنا۔

(۳) صدقہ وخیرات واعمال صالحہ کا ثواب انھیں پہنچاتے رہنا حسبِ طاقت اس میں کمی نہ کرنا، اپنی نماز کے ساتھ ان کے لئے بھی نماز پڑھنا، اپنے روزوں کے ساتھ ان کے واسطے بھی روزے رکھنا بلکہ جو نیک کام کرے سب کا ثواب انھیں اور سب مسلمانوں کو بخش دینا کہ ان سب کو ثواب

پہنچ جائے گا اور اس کے ثواب میں کمی نہ ہوگی بلکہ بہت ترقیاں پائے گا۔

(۴) ان پر کوئی قرض کسی کا ہو تو اس کے ادا میں حد درجہ کی جلدی و کوشش کرنا اور اپنے مال سے ان کا قرض ادا ہونے کو دونوں جہان کی سعادت سمجھنا، آپ قدرت نہ ہو تو اور عزیزوں قریبوں پھر باقی اہلِ خیر سے اس کی ادا میں امداد لینا۔

(۵) اُن پر کوئی قرض رہ گیا تو بقدر قدرت اس کے ادا میں سعی بجا لانا، حج نہ کیا ہو تو ان کی طرف سے حج کرنا یا حج بدل کرانا، زکوٰۃ یا عشر کا مطالبہ ان پر رہا تو اسے ادا کرنا، نماز یا روزہ باقی ہو تو اس کا کفارہ دینا وعلی ہذا القیاس ہر طرح ان کی برأت ذمہ میں جد وجہد کرنا۔

(۶) انھوں نے جو وصیّت جائزہ شرعیہ کی ہو حتی الامکان اس کے نفاذ میں سعی کرنا اگرچہ شرعاً اپنے اوپر لازم نہ ہو اگرچہ اپنے نفس پر بار ہو مثلاً وہ نصف جائداد کی وصیت اپنے کسی عزیز غیر وارث یا اجنبی محض کے لئے کر گئے تو شرعاً تہائی مال سے زیادہ میں بے اجازت وارثان نافذ نہیں مگر اولاد کو مناسب ہے کہ ان کی وصیت مانیں اور ان کی خوشخبری پوری کرنے کو اپنی خواہش پر مقدم جانیں۔

www.alahazratnetwork.org

(۷) ان کی قسم بعد مرگ بھی سچی ہی رکھنا مثلاً ماں باپ نے قسم کھائی تھی کہ میرا بیٹا فلاں جگہ نہ جائیگا یا فلاں سے نہ ملے گا یا فلاں کام کرے گا تو ان کے بعد یہ خیال نہ کرنا کہ اب وہ تو نہیں ان کی قسم کا خیال نہیں بلکہ اس کا ویسے ہی پابند رہنا جیسا ان کی حیات میں رہتا جب تک کوئی حرج شرعی مانع نہ ہو اور کچھ قسم ہی پر موقوف نہیں ہر طرح امور جائزہ میں بعد مرگ بھی ان کی مرضی کا پابند رہنا۔

(۸) ہر جمعہ کو ان کی زیارت قبر کے لئے جانا، وہاں یٰسٓ شریف پڑھنا ایسی آواز سے کہ وہ سنیں اور اس کا ثواب ان کی روح کو پہنچانا، راہ میں جب کبھی ان کی قبر آئے بے سلام و فاتحہ نہ گزرنا۔

(۹) ان کے رشتہ داروں کے ساتھ عمر بھر نیک سلوک کئے جانا۔

(۱۰) ان کے دوستوں سے دوستی نباہنا ہمیشہ ان کا اعزاز و اکرام رکھنا۔

(۱۱) کبھی کسی کے ماں باپ کو بُرا کہہ کر جواب میں انھیں بُرا نہ کہلوانا۔

(۱۲) سب میں سخت تر و عام تر و مدام تر یہ حق ہے کہ کبھی کوئی گناہ کرکے انھیں قبر میں ایذا نہ پہنچانا، اس کے سب اعمال کی خبر ماں باپ کو پہنچتی ہے، نیکیاں دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور ان کا چہرہ فرحت سے چمکتا اور دمکتا ہے، اور گناہ دیکھتے ہیں تو رنجیدہ ہوتے ہیں اور ان کے قلب پر صدمہ ہوتا ہے، ماں باپ کا یہ حق نہیں کہ انھیں قبر میں بھی رنج پہنچائے۔

اللہ غفور رحیم عزیز کریم جل جلالہ صدقہ اپنے رؤف رحیم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا ہم سب مسلمانوں کو نیکیوں کی توفیق دے گناہوں سے بچائے، ہمارے اکابر کی قبروں میں ہمیشہ نور و سرور پہنچائے کہ وہ قادر ہے اور ہم عاجز، وہ غنی ہے ہم محتاج، وحسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولٰی ونعم النصیر ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم، وصلی اللہ تعالٰی علی الشفیع علی الرفیع العفو الکریم الرؤف الرحیم سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اٰمین والحمد للہ رب العٰلمین۔

اب وہ حدیثیں جن سے فقیر نے یہ حقوق استخراج کئے ان میں سے بعض بقدرِ کفایت ذکر کروں:

حدیث ۱: کہ ایک انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ نے خدمتِ اقدس حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہوکر عرض کی: یارسول اللہ! ماں باپ کے انتقال کے بعد کوئی طریقہ ان کے ساتھ نکوئی کا باقی ہے جسے میں بجالاؤں۔ فرمایا:

نعم اربعۃ الصلاۃ علیھما والاستغفار لھما وانفاذ عھدھما من بعدھما واکرام صدیقھما وصلۃ الرحم التی لارحم لک الا من قبلھما فھذا الذی بقی من برھما بعد موتھما۔ رواہ ابن النجار[1] عن ابی اسید الساعدی رضی اللہ تعالٰی عنہ مع القصۃ، ورواہ البیہقی[2] فی سننہ عنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لایبقی للولد من بر الوالد الا اربع الصلوٰۃ علیہ والدعاء لہ وانفاذ عھدہ من بعدہ وصلۃ رحمہ واکرام صدیقہ۔

ہاں چار باتیں ہیں: ان پر نماز، اور ان کے لئے دعاءِ مغفرت، اور ان کی وصیت نافذ کرنا، اور ان کے دوستوں کی بزرگ داشت، اور جو رشتہ صرف انھیں کی جانب سے ہو نیک برتاؤ سے اس کا قائم رکھنا۔ یہ وہ نکوئی ہے کہ ان کی موت کے بعد ان کے ساتھ کرنی باقی ہے (ابن النجار نے ابی اسید ساعدی رضی اللہ تعالٰی سے مع قصہ کے روایت کیا۔ اور بیہقی نے اپنی سنن میں انھیں رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا، کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے: والد کے ساتھ نیکی کی چار باتیں ہیں: اس پر نماز پڑھنا اور اس کے لئے دعاءِ مغفرت کرنا، اس کی وصیت نافذ کرنا، اس کے رشتہ داروں سے نیک برتاؤ کرنا، اسکے دوستوں کا احترام کرنا۔ ت)

---

[1] کنز العمال بحوالہ ابن النجار حدیث ۴۵۹۳۴ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۶/ ۵۷۹

[2] السنن الکبرٰی کتاب الجنائز باب مایستحب لولی المیت الخ دارصادر بیروت ۴/ ۶۱ و ۶۲

حدیث ۲: کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

استغفار الولد لابیہ من بعد الموت من البر۔ رواہ ابن النجار[1] عن ابی اسید بن مالک بن زرارۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک سے یہ بات ہے کہ اولاد ان کے بعد ان کے لئے دعاءِ مغفرت کرے (ابن النجار نے ابی اسید بن مالک بن زرارہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۳: کہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

اذا ترک العبد الدعاء للوالدین فانہ ینقطع عنہ الرزق۔ رواہ الطبرانی[2] فی التاریخ والدیلمی عن انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

آدمی جب ماں باپ کے لئے دعا چھوڑ دیتا ہے اس کا رزق قطع ہوجاتا ہے (طبرانی نے تاریخ میں اور دیلمی نے انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۴ و ۵: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

اذا تصدق احدکم بصدقۃ تطوعا فلیجعلہا عن ابویہ فیکون لہما اجرہا ولا ینقص من اجرہ شیئا۔ رواہ الطبرانی فی الاوسط[3] وابن عساکر[4] عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما ونحوہ الدیلمی فی مسند الفردوس[5] عن معویۃ ابن حیدۃ القشیری رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

جب تم میں سے کوئی شخص کچھ نفل خیرات کرے تو چاہیئے کہ اسے اپنے ماں باپ کی طرف سے کرے کہ اس کا ثواب انھیں ملے گا اور اس کے ثواب میں سے کچھ نہ گھٹے گا (اس حدیث کو طبرانی نے اوسط میں اور ابن عساکر نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا اور ایسے ہی دیلمی نے مسند الفردوس میں معاویہ ابن حیدہ قشیری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

---

[1] کنز العمال بحوالہ ابن النجار حدیث ۴۵۴۴۹ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۶/ ۴۶۳

[2] " " الطبرانی فی التاریخ والدیلمی عن انس حدیث ۴۵۵۵۶ " " " ۱۶/ ۴۸۲

[3] المعجم الاوسط حدیث ۶۹۴۶ مکتبۃ المعارف ریاض ۷/ ۴۷۹

[4] الجامع الصغیر بحوالہ ابن عساکر حدیث ۷۹۴۳ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۴۸۵

[5] الفردوس بماثور الخطاب عن معاویہ بن حیدۃ حدیث ۶۳۴۲ " " " ۴/ ۱۰۹

www.alahazratnetwork.org

حدیث ۶: کہ ایک صحابی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حاضر ہوکر عرض کی: یارسول اللہ! میں اپنے ماں باپ کے ساتھ زندگی میں نیک سلوک کرتا تھا اب وہ مرگئے ان کے ساتھ نیک سلوک کی کیا راہ ہے؟ فرمایا:

ان من البر بعد الموت ان تصلی لھما مع صلوٰتك وتصوم لھما مع صیامك۔ رواہ الدارقطنی[1]۔

بعد مرگ نیک سلوک سے یہ ہے کہ تُو اپنی نماز کے ساتھ ان کے لئے بھی نماز پڑھے اور اپنے روزوں کے ساتھ ان کے لئے روزے رکھے (اسے دارقطنی نے روایت کیا۔ ت)

یعنی جب اپنے ثواب ملنے کے لئے کچھ نفل نماز پڑھے یا روزے رکھے تو کچھ نفل نماز ان کی طرف سے کہ انھیں ثواب پہنچائے یا نماز روزہ جو نیک عمل کرے ساتھ ہی انھیں ثواب پہنچنے کی بھی نیت کرلے کہ انھیں بھی ثواب ملے گا اور تیرا بھی کم نہ ہوگا،

کما یدل علیہ لفظ مع انہ یحتمل الوجھین بل ھذا الصق بالمعیۃ۔

جیسا کہ لفظ "مع" اس پر دال ہے کیونکہ اس میں مذکورہ دونوں احتمال ہیں بلکہ آخری وجہ معیت کو زیادہ مناسب ہے۔ (ت)

www.alahazratnetwork.org

محیط پھر تاتارخانیہ پھر ردالمحتار میں ہے،

الافضل لمن یتصدق نفلا ان ینوی لجمیع المؤمنین والمؤمنات لانھا تصل الیھم ولاینقص من اجرہ شیئ[2]۔

جو شخص نفلی صدقہ دے اس کے لئے افضل یہ ہے کہ تمام ایمان والوں کی نیت کرے کیونکہ انھیں بھی ثواب پہنچے گا اور اس کا ثواب بھی کم نہ ہوگا۔ ت)

حدیث ۷: کہ فرماتے ہیں صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

من حج عن والدیہ اوقضی عنھما مغرما بعثہ اللہ یوم القیٰمۃ مع الابرار۔ رواہ الطبرانی[3] فی الاوسط والدارقطنی[4] فی

جو اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کرے یا ان کا قرض ادا کرے روزِ قیامت نیکوں کے ساتھ اُٹھے (اسے طبرانی نے اوسط میں اور دارقطنی نے

---

[1] ردالمحتار بحوالہ الدارقطنی کتاب الحج باب الحج عن الغیر دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۲۳۷

[2] " " " " " " " ۲/ ۲۳۶

[3] المعجم الاوسط حدیث ۷۷۹۶ مکتبۃ المعارف ریاض ۸/ ۳۹۳

[4] سنن الدارقطنی کتاب الحج باب المواقیت حدیث ۱۱۰ نشر السنۃ ملتان ۲/ ۲۶۰

السنن عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

سنن میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۸: امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ پر اسّی ہزار قرض تھے وقتِ وفات اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کو بلاکر فرمایا:

بع فیھا اموال عمر فان وفت و الا فسل بنی عدی فان وفت و الا فسل قریشا ولا تعدھم۔

میرے دَین (قرض) میں اول تو میرا مال بیچنا اگر کافی ہوجائے فبہا ورنہ میری قوم بنی عدی سے مانگ کر پورا کرنا اگر یُوں بھی پورا نہ ہو تو قریش سے مانگنا اور انکے سوا اوروں سے سوال نہ کرنا۔

پھر صاحبزادہ موصوف سے فرمایا: اضمنھا تم میرے قرض کی ضمانت کرلو۔ وہ ضامن ہو گئے اور امیر المومنین کے دفن سے پہلے اکابر مہاجرین وانصار کو گواہ کرلیا کہ وہ اسّی ہزار مجھ پر ہیں، ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے وہ سارا قرض ادا فرمادیا۔ رواہ ابن سعد فی الطبقات[1] عن عثمان بن عروۃ (اسے ابن سعد نے طبقات میں عثمان بن عروہ سے روایت کیا۔ ت)

www.alahazratnetwork.org

حدیث ۹: قبیلہ جہینہ سے ایک بی بی رضی اللہ تعالٰی عنہا نے خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہوکر عرض کی: یارسول اللہ! میری ماں نے حج کرنے کی منت مانی تھی وہ ادا نہ کرسکیں اور ان کا انتقال ہوگیا کیا میں اُن کی طرف سے حج کرلوں، فرمایا:

حجی عنھا ارأیت لوکان علی امك دین اکنت قاضیۃ اقضوا اللہ فاللہ احق بالوفاء۔ رواہ البخاری[2] عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

ہاں اس کی طرف سے حج کر، بھلا تو دیکھ تو تیری ماں پر اگر دَین ہوتا تو تُو ادا کرتی یا نہیں؟ یُونہی خدا کا دَین ادا کرو کہ وہ زیادہ حق ادا رکھتا ہے (اسے بخاری نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۰: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

اذا حج الرجل عن والدیہ

انسان جب اپنے والدین کی طرف سے حج کرتا ہے

---

[1] الطبقات الکبرٰی لابن سعد ذکر استخلاف عمر رضی اللہ عنہ دار صادر بیروت ۳/۳۵۸

[2] صحیح البخاری ابواب العمرۃ باب الحج والنذر عن المیت قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۵۰

〃 کتاب الاعتصام باب شرط اصاب معلم الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۱۰۸۸

تقبل منه و منهما و استبشرت ارواحهما فی السماء وکتب عند اللہ برا۔ رواہ الدارقطنی[1] عن زید بن ارقم رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

وہ حج اس کی اور اس کے والدین کی طرف سے قبول کیا جاتا ہے اور ان کی روحیں آسمان میں اس سے شاد ہوتی ہیں، اور یہ شخص اللہ عزوجل کے نزدیک ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا لکھا جاتا ہے (اسے دارقطنی نے زید بن ارقم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۱: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

من حج عن ابیہ و امہ فقد قضی عنہ حجتہ فکان لہ فضل عشر حجج۔ رواہ الدارقطنی[2] عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

جو اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کرے ان کی طرف سے حج ادا ہو جائے اور اسے دس حج کا ثواب زیادہ ملے۔ (دارقطنی نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اسے روایت کیا۔ ت)

www.alahazratnetwork.org

حدیث ۱۲: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

من حج عن والدیہ بعد وفاتھما کتب لہ عتقا من النار وکان للمحجوج عنھما اجر حجۃ تامۃ من غیر ان ینقص من اجورھما شیئا۔ رواہ الاصبھانی فی الترغیب والبیھقی فی الشعب[3] عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

جو اپنے والدین کی وفات کے بعد ان کی طرف سے حج کرے اللہ تعالٰی اس کے لئے دوزخ سے آزادی لکھے اور ان دونوں کے واسطے پورے حج کا ثواب ہو جس میں اصلاً کمی نہ ہو۔ (اسے اصبہانی نے ترغیب میں اور بیہقی نے شعب میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۳: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

---

[1] سنن الدارقطنی کتاب الحج باب المواقیت حدیث ۱۰۹ نشر السنۃ ملتان ۲/ ۲۶۰

[2] " " " " " ۱۱۲ " " " ۲/ ۲۲۰

[3] شعب الایمان حدیث ۷۹۱۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۶/ ۲۰۵

من برقسمهما وقضی دینهما ولم یستسب لهما کتب بارا وان کان عاقا فی حیاته و من لم یبر قسمهما ولم یقض دینهما و استسب لهما کتب عاقا وان کان بارا فی حیاته۔ رواہ الطبرانی فی الاوسط[1] عن عبد الرحمٰن بن سمرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

جوشخص اپنے ماں باپ کے بعد ان کی قسم سچی کرے اور ان کا قرض ادا کرے اور کسی کے ماں باپ کو بُرا کہہ کر انھیں بُرا نہ کہلوائے وہ والدین کے ساتھ نکوکار لکھا جاتا ہے اگرچہ ان کی زندگی میں نافرمان تھا اور جو اُن کی قسم پوری نہ کرے اور ان کا قرض نہ اتارے اور اوروں کے والدین کو بُرا کہہ کر انھیں بُرا کہلوائے وہ عاق لکھا جائے اگرچہ ان کی حیات میں نکوکار تھا (اسے طبرانی نے اوسط میں عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۴: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

من زار قبر ابویہ او احدھما فی کل یوم جمعۃ مرۃ غفر اللہ لہ وکتب برا۔ رواہ الامام الترمذی العارف باللہ الحکیم فی نوادر الاصول[2] عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

جو اپنے ماں باپ دونوں یا ایک کی قبر پر ہر جمعہ کے دن زیارت کو حاضر ہو اللہ تعالٰی اس کے گناہ بخش دے اور ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے والا لکھا جائے (الامام الحکیم عارف باللہ ترمذی نے نوادر الاصول میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اسے روایت کیا۔ ت)

www.alahazratnetwork.org

حدیث ۱۵: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

من زار قبر ابویہ او احدھما یوم الجمعۃ فقرأ عندہ یٰسٓ غفر لہ۔ رواہ ابن عدی[3] عن الصدیق الاکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ وفی لفظ من زار قبر والدیہ او احدھما فی کل جمعۃ فقرأ عندہ یٰسٓ غفر اللہ لہ بعدد کل حرف منھا۔ رواہ ھود الخلیلی

جوشخص روزِ جمعہ اپنے والدین یا ایک کی زیارتِ قبر کرے اور اس کے پاس یٰسٓ پڑھے بخش دیا جائے (اسے عدی نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ اور دیگر الفاظ میں۔ ت) جو ہر جمعہ والدین یا ایک کی زیارتِ قبر کرکے وہاں یٰسٓ پڑھے یٰسٓ شریف میں جتنے حرف ہیں ان سب کی

---

[1] المعجم الاوسط حدیث ۵۰۱۵ مکتبۃ المعارف ریاض ۶/ ۳۸۴

[2] نوادر الاصول للترمذی الاصل الخامس عشر دار صادر بیروت ص ۲۴

[3] الکامل لابن عدی ترجمہ عمرو بن زیاد بن عبدالرحمان بن ثوبان دار الفکر بیروت ۵/ ۱۸۰۱

وابوشیخ والدیلمی[1] وابن النجار والرافعی وغیرھم عن ام المؤمنین الصدیقۃ عن ابیھا الصدیق الاکبر رضی اللہ تعالٰی عنھما عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

گنتی کے برابر اللہ تعالٰی اس کے لئے مغفرت فرمائے (اسے روایت کیا ترمذی الحکیم اور ابوشیخ اور دیلمی اور ابن نجار اور رافعی وغیرہم نے ام المومنین صدیقہ سے انھوں نے اپنے والد گرامی صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے۔ ت)

حدیث ۱۶: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

من زار قبر ابویہ او احدھما احتسابا کان کعدل حجۃ مبرورۃ ومن کان زوارا لھما زارت الملٰئکۃ قبرہ۔ رواہ الامام الترمذی[2] الحکیم وابن عدی[3] عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما۔

جو بہ نیتِ ثواب اپنے والدین دونوں یا ایک کی زیارتِ قبر کرے حج مقبول کے برابر ثواب پائے، اور جو بکثرت ان کی زیارتِ قبر کیا کرتا ہو فرشتے اس کی قبر کی زیارت کو آئیں (حکیم ترمذی اور ابن عدی نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اسے روایت کیا۔ ت)

www.alahazratnetwork.org

امام ابن الجوزی محدث کتاب عیون الحکایات میں بسندِ خود محمد ابن العباس وراق سے روایت فرماتے ہیں ایک شخص اپنے بیٹے کے ساتھ سفر کو گیا راہ میں باپ کا انتقال ہوگیا وہ جنگل درختان مقل یعنی گوگل کے پیڑوں کا تھا ان کے نیچے دفن کرکے بیٹا جہاں جانا تھا چلا گیا جب پلٹ کر آیا اس منزل میں رات کو پہنچا باپ کی قبر پر نہ گیا تو ناگاہ سُنا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے:

رأیتک تطوی الدوم لیلا ولا تری — علیک باھل الدوم ان تتکلما
وبالدوم ثا ولو ثویت مکانہ — فمر باھل الدوم عاج فسلما[4]

(میں نے تجھے دیکھا کہ تو رات میں اس جنگل کو طے کرتا ہے اور وہ جوان پیڑوں میں ہے

---

[1] اتحاف السادۃ للمتقین بحوالہ ابی الشیخ وغیرہ بیان زیارۃ القبور والدعاء للمیت دار الفکر بیروت ۱۰/ ۳۶۳

[2] نوادر الاصول للترمذی الاصل الخامس عشر دار صادر بیروت ص ۲۴

[3] الکامل لابن عدی ترجمہ حفص بن سلمہ الخ دار الفکر بیروت ۲/ ۸۰۱

[4] شرح الصدور بحوالہ عیون الحکایات باب زیارۃ القبور وعلم الموتی خلافت اکیڈمی منگورہ سوات ص ۹۱

اس سے کلام کرنا اپنے اوپر لازم نہیں جانتا حالانکہ ان درختوں میں وہ مقیم ہے کہ اگر اس کی جگہ تو ہوتا اور وہ یہاں گزرتا تو وہ راہ سے پھر کر آتا اور تیری قبر پر سلام کرتا۔ ت)

حدیث ۱۷: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

من احب ان یصل اباہ فی قبرہ فلیصل اخوان ابیہ من بعدہ۔ رواہ ابویعلی[1] وابن حبان عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

جو چاہے کہ باپ کی قبر میں اس کے ساتھ حسن سلوک کرے وہ باپ کے بعد اس کے عزیزوں دوستوں سے نیک برتاؤ رکھے (ابویعلٰی و ابن حبان نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اسے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۸: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

من البران تصل صدیق ابیک۔ رواہ الطبرانی[2] فی الاوسط عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

باپ کے ساتھ نیکوکاری سے ہے یہ کہ تو اسکے دوست سے اچھا برتاؤ کرے۔ (طبرانی نے اوسط میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اسے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۹: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

www.alahazratnetwork.org

ان البران یصل الرجل اھل ود ابیہ بعد ان یولی الاب۔ رواہ الائمۃ احمد والبخاری فی الادب المفرد و مسلم[3] فی صحیحہ وابوداؤد والترمذی عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

بے شک باپ کے ساتھ سب نکوکاریوں سے بڑھ کر یہ نکوکاری ہے کہ آدمی باپ کے بعد اس کے دوستوں سے اچھی روش پر نباہے (اسے ائمہ کرام احمد اور بخاری نے ادب المفرد میں اور مسلم نے اپنی صحیح میں اور ابوداؤد اور ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۲۰: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

احفظ ودّ ابیک لا تقطعہ فیطفئ اللہ

اپنے ماں باپ کی دوستی پر نگاہ رکھ اسے قطع

---

[1] مسند ابویعلٰی حدیث ۵۶۴۳ مؤسسۃ علوم القرآن بیروت ۵/ ۲۶۰

[2] المعجم الاوسط " ۷۲۹۹ مکتبۃ المعارف ریاض ۸/ ۱۴۹

[3] صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب فضل صلۃ اصدقاء الاب والام قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۱۴

کنز العمال بحوالہ حم خذم، د، ت حدیث ۴۵۴۶۲ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۶/ ۴۶۵

نورك۔ رواہ البخاری فی الادب المفرد والطبرانی فی الاوسط[1] والبیھقی فی الشعب عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما۔

نہ کرنا کہ اللہ تعالٰی نور تیرا بجھا دے گا (اسے بخاری نے ادب المفرد میں اور طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے شعب میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۲۱: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

تعرض الاعمال یوم الاثنین والخمیس علی اللہ تعالٰی وتعرض علی الانبیاء وعلی الاباء والامھات یوم الجمعۃ فیفرحون بحسناتھم ویزدادون وجوھھم بیضا ونزھۃ فاتقوا اللہ ولا تؤذوا موتاکم۔ رواہ الامام الحکیم[2] عن والد عبدالعزیز رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

ہر دوشنبہ و پنجشنبہ کو اللہ عزوجل کے حضور اعمال پیش ہوتے ہیں اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیم اور ماں باپ کے سامنے ہر جمعہ کو، وہ نیکیوں پر خوش ہوتے ہیں اور ان کے چہروں کی صفائی و تابش بڑھ جاتی ہے، تو اللہ سے ڈرو اور اپنے مُردوں کو اپنے گناہوں سے رنج نہ پہنچاؤ (اسے امام حکیم نے اپنے والد عبدالعزیز رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

www.alahazratnetwork.org

بالجملہ والدین کا حق وہ نہیں کہ انسان اس سے کبھی عہدہ برآ ہو وہ اس کے حیات و وجود کے سبب ہیں تو جو کچھ نعمتیں دینی و دُنیوی پائے گا سب اُنھیں کے طفیل میں ہوئیں کہ ہر نعمت و کمال وجود پر موقوف ہے اور وجود کے سبب وہ ہوئے تو صرف ماں باپ ہونا ہی ایسے عظیم حق کا موجب ہے جس سے بری الذمہ کبھی نہیں ہوسکتا نہ کہ اس کے ساتھ اس کی پرورش میں ان کی کوششیں، اس کے آرام کے لئے ان کی تکلیفیں خصوصًا پیٹ میں رکھنے، پیدا ہونے میں، دودھ پلانے میں ماں کی اذیتیں، ان کا شکر کہاں تک ادا ہوسکتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ وہ اس کے لئے اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سائے اور ان کی ربوبیت و رحمت کے مظہر ہیں، ولہذا قرآن عظیم میں اللہ جل جلالہ نے اپنے حق کے ساتھ ان کا ذکر فرمایا کہ ان اشکرلی ولوالدیک[3] حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا۔

---

[1] المعجم الاوسط حدیث ۸۶۲۸ مکتبۃ المعارف ریاض ۹/ ۲۸۸
کنز العمال بحوالہ خد، طس، حب عن ابن عباس حدیث ۴۵۴۶۰ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۶/ ۴۶۴

[2] نوادر الاصول للترمذی الاصل السابع والستون والمائۃ الخ دارصادر بیروت ص ۲۱۳

[3] القرآن الکریم ۳۱/ ۱۴

حدیث شریف میں ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ! ایک راہ میں ایسے گرم پتھروں پر کہ اگر گوشت ان پر ڈالا جاتا کباب ہو جاتا میں ۶ میل تک اپنی ماں کو گردن پر سوار کر کے لے گیا ہوں کیا میں اب اس کے حق سے بری ہو گیا۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

لعلہ ان یکون بطلقۃ واحدۃ۔ رواہ الطبرانی[1] فی الاوسط عن بریدۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

تیرے پیدا ہونے میں جس قدر دردوں کے جھٹکے اس نے اٹھائے ہیں شاید ان میں سے ایک میں سے ایک جھٹکے کا بدلہ ہو سکے (اسے طبرانی نے اوسط میں بریدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

اللہ عزوجل عقوق سے بچائے اور ادائے حقوق کی توفیق عطا فرمائے اٰمین اٰمین برحمتک یاارحم الراحمین وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا ومولانا محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین اٰمین والحمد للہ رب العٰلمین۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۶۳: از بنگالہ ضلع کمرلا موضع ہرمنڈل مرسلہ مولوی عبدالجبار صاحب ۲۵ ربیع الاول شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کچھ لیاقت رکھنے والا اپنے والدین صالحین کے ساتھ جنگ وجدل وزدوضرب وظلم وستم کرتا ہے اور خود اپنے والدین کو طعنے تشنیع ودشنام کرتا ہے اور لوگوں سے کرواتا ہے، اور وہ شخص غاصب وکاذب وسارق کے ساتھ موصوف ہے، ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا مکروہ؟ اگر مکروہ ہے تو کون قسم کی مکروہ ہے؟ اور ایسے شخص کے پیچھے جو کوئی بسبب ناواقفی کے نماز پڑھے تو نماز اس کو دوبارہ پڑھنا ہوگی یا نہیں؟ اور ایسے عاق الوالدین کو دعوت کرنا کروانا صدقہ وغیرہ دینا دلوانا درست ہے یا نہیں؟ اور اس کے مکان میں دعوت کھانا کیسی ہے اور وہ شخص از روئے شرع شریف کے کس تعزیر کے لائق ہے اور اس کی تائید کرنے والے پر از روئے شرع شریف کیا حکم ہے بادلائل قرآن وحدیث واقوال ائمہ ارشاد فرمایا جائے۔

الجواب

ایسا شخص افسق الفاسقین واخبث مہین ومستحق غضب شدید رب العالمین وعذاب عظیم ونار جحیم ہے۔

حدیث ۱: رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] کنز العمال بحوالہ طس عن بریدہ حدیث ۴۵۵۰۶ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۶/۴۷۳
مجمع الزوائد بحوالہ الطبرانی فی الصغیر کتاب البر والصلۃ باب ماجاء فی البر وحق الوالدین دارالکتاب بیروت ۸/۱۳۷

الا انبئکم باکبر الکبائر، الا انبئکم باکبر الکبائر، الا انبئکم باکبر الکبائر۔

میں تمھیں نہ بتاؤں کہ سب کبیرہ گناہوں سے سخت تر گناہ کیا ہے، کیا نہ بتادوں کہ سب کبائر سے بدتر کیا ہے، کیا نہ بتادوں کہ سب کبیروں سے شدید تر کیا ہے۔

صحابہ نے عرض کی: ارشاد ہو۔ فرمایا:

الاشراك باللہ وعقوق الوالدین، الحدیث۔ رواہ الشیخان[1] والترمذی[2] عن ابی بکرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

اللہ تعالٰی کا شریک ٹھہرانا اور ماں باپ کو ستانا، الحدیث۔ (اسے امام بخاری ومسلم اور ترمذی نے ابی بکرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

حدیث ۲: رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ثلثۃ لایدخلون الجنۃ العاق لوالدیہ والدیوث والرجلۃ من النساء۔ رواہ النسائی[3] والبزار بسندین جیدین والحاکم[4] عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

تین شخص جنت میں نہ جائیں گے: ماں باپ کو ستانے والا اور دیوث اور مردوں کی وضع بنانے والی عورت۔ (نسائی اور بزار نے جید سندوں کے ساتھ اور حاکم نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ت)

www.alahazratnetwork.org

حدیث ۳: رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ثلثۃ لایقبل اللہ عزوجل منھم صرفا ولاعدلا عاق ومنان ومکذب بقدر۔ رواہ ابن ابی عاصم[5] فی السنۃ بسند حسن

تین شخص ہیں کہ اللہ تعالٰی نہ ان کے فرض قبول کرے نہ نفل: ماں باپ کو ایذا دینے والا اور صدقہ دے کر فقیر پر احسان رکھنے والا اور تقدیر کا جھٹلانے والا۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب الشہادات باب ماقیل فی شہادۃ الزور قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۶۲
صحیح مسلم کتاب الایمان باب الکبائر " " " ۱/۶۴
[2] جامع الترمذی ابواب البر والصلۃ ۲/۱۲ ابواب الشہادات ۲/۵۴ امین کمپنی دہلی
[3] سنن النسائی کتاب الزکوٰۃ باب المنان بما اعطی نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/۳۵۱
[4] المستدرک للحاکم کتاب الایمان ثلثۃ لایدخلون الجنۃ دار الفکر بیروت ۱/۷۲
[5] العلل المتناہیۃ باب ذکر القدر والقدریۃ حدیث ۲۳۹ دار نشر الکتب الاسلامیہ ۱/۱۵۲
مجمع الزوائد باب ماجاء فیمن یکذب بالقدر دار الکتاب العربی بیروت ۷/۲۰۶

عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

(اسے عاصم نے السنۃ میں بسندِ حسن ابی امامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۴: رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

ملعون من عق والدیہ ملعون من عق والدیہ ملعون من عق والدیہ۔ رواہ الطبرانی[1] والحاکم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

ملعون ہے جو اپنے والدین کو ستائے، ملعون ہے جو اپنے والدین کو ستائے، ملعون ہے جو اپنے والدین کو ستائے۔ (اسے طبرانی اور حاکم نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۵: رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لعن اللہ من سب والدیہ۔ رواہ ابن حبان[2] عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

اللہ کی لعنت اس پر جو اپنے ماں باپ کو گالی دے (ابن حبان نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۶: کہ ایک جوان کو نزع کے وقت کلمہ تلقین کیا، نہ کہہ سکا۔ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو خبر ہوئی تشریف لے گئے، فرمایا: کہہ لا الٰہ الا اللہ۔ کہا: مجھ سے نہیں کہا جاتا۔ فرمایا: کیوں؟ کہا، وہ شخص اپنی ماں کو ستاتا تھا۔ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس کی ماں کو بلا کر فرمایا: یہ تیرا بیٹا ہے؟ عرض کی: ہاں۔ فرمایا:

ارایت لو اججت نار ضخمۃ فقیل لک ان شفعت لہ خلیناہ والا حرقناہ اکنت تشفعین لہ۔

بھلا سُن تو اگر ایک عظیم الشان آگ بھڑکائی جائے اور کوئی تجھ سے کہے کہ تو اس کی شفاعت کرے جب تو ہم اسے چھوڑتے ہیں ورنہ جلا دینگے، کیا اس وقت تو اس کی شفاعت کریگی۔

عرض کی: یارسول اللہ! جب تو شفاعت کروں گی۔ فرمایا، تو اللہ کو اور مجھے گواہ کرلے کہ تو اس سے راضی ہوگئی۔ اس نے عرض کی، الٰہی! میں تجھے اور تیرے رسول کو گواہ کرتی ہوں کہ میں اپنے بیٹے سے

---

[1] الترغیب والترھیب بحوالہ الطبرانی والحاکم من اللواط حدیث ۴ مصطفی البابی مصر ۳/ ۲۸۷

[2] موارد الظمآن باب فی الکبائر حدیث ۵۳ المطبعۃ السلفیہ ص ۴۳

راضی ہوئی، اب سیدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جوان سے فرمایا: اے لڑکے! کہہ لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ واشہد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ۔ جوان نے کلمہ پڑھا اور انتقال کیا، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

الحمد للہ الذی انقذہ بی من النار۔ رواہ الطبرانی[1] عن عبداللہ بن ابی اوفٰی رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

شکر اس خدا کا جس نے میرے وسیلے سے اس کو دوزخ سے بچالیا۔ (اسے طبرانی نے عبداللہ بن ابی اوفٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۷: عوام بن حوشب رحمۃ اللہ علیہ کہ اجلۂ ائمۂ تبع تابعین سے ہیں ۱۴۸ھ میں انتقال کیا فرماتے ہیں میں ایک محلے میں گیا اس کے کنارے پر قبرستان تھا عصر کے وقت ایک قبر شق ہوئی اور اس میں سے ایک آدمی نکلا جس کا سر گدھے اور باقی بدن انسان کا، اس نے تین آوازیں گدھے کی طرح کیں پھر قبر بند ہوگئی، ایک بڑھیا بیٹھی کات رہی تھی ایک عورت نے مجھ سے کہا ان بڑی بی کو دیکھتے ہو؟ میں نے کہا: اس کا کیا معاملہ ہے؟ کہا: یہ قبر والے کی ماں ہے وہ شراب پیتا تھا جب شام کو آتا ماں نصیحت کرتی کہ اے بیٹے! خدا سے ڈر کب تک اس ناپاک کو پیئے گا؟ یہ جواب دیتا کہ تُو تو گدھے کی طرح چلاتی ہے، یہ شخص عصر کے بعد مراجب سے ہر روز بعد عصر اس کی قبر شق ہوتی ہے اور یوں تین آوازیں گدھے کی کرکے پھر بند ہوجاتی ہے رواہ الاصبہانی[2] وغیرہ (اصبہانی وغیرہ نے اسے روایت کیا ہے۔ ت)

اسی طرح غضب وکذب وسرقہ کی حرمتیں ضروریاتِ دین سے ہیں ایسے شخص کے پیچھے نماز سخت مکروہ ہے، مکروہ تحریمی قریب بحرام اور واجب الاعادہ ہے کہ نادانستہ پڑھ لی ہو تو پھیرنا واجب ہے۔ صغیری میں ہے:

یکرہ تقدیم الفاسق کراھۃ تحریم۔[3] فاسق کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے ۱۲ صغیری (ت)

غنیہ میں ہے:

---

[1] شعب الایمان حدیث ۷۸۹۲ دارالکتب العلمیہ بیروت ۶/۱۹۸

[2] شرح الصدور بحوالہ اصبہانی فی الترغیب باب عذاب القبر خلافت اکیڈمی منگورہ سوات ص ۱۷۰، ۱۷۱

[3] الصغیری فی شرح منیۃ المصلی مباحث الامامۃ مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۶۴